وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور)

خلافتِ راشدہ

تقریر

مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری

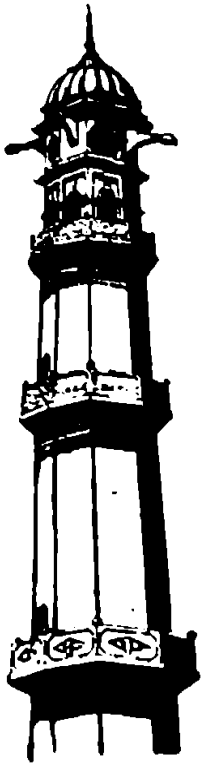

برموقعہ

جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ سنہ ۱۹۶۱ء

خلافتِ راشدہ

تقریر

مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

برموقعہ

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۶۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت احمدیہ کے اکہترویں سالانہ جلسہ کے موقعہ
پر مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد
عربیہ نے **خلافت راشدہ** کے اہم
موضوع پر تقریر فرمائی تھی۔ اسے افادہ عام
کے لئے نظارت ٹریکٹ کی صورت میں شائع
کر رہی ہے۔

ناظر
اصلاح وارشاد
ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خلافتِ راشدہ اور اس کا آغاز

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت
لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین
من قبلھم ولیمکّنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم
ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنًا یعبدوننی
لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذٰلک
فاولٰئک ھم الفٰسقون ۝ (سورۂ نور)

حضرت! تیرہ سو برس گذرے جب خدا کے پاکباز پیغمبر نے اُمتِ مسلمہ کو خدا تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا کہ اے اسلام کو قبول کرنے والے لوگو! خدا کا تم سے یہ وعدہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان نیک اور پارسا لوگوں کو اپنی ایک عظیم الشان امانت سپرد کرے گا، وہ امانت خلافت کی امانت ہے۔ اس امانت کو ان ہاتھوں میں سونپا جائے گا، ان دلوں پر وہ نعمت نازل ہوگی جو ایمان سے لبریز اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُمتِ مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ خدا کا یہ انعام اور اس کا یہ فضل تمہارے شاملِ حال رہے گا۔ آپ کے ذریعہ سے خدا نے

رب العالمین نے اعلان فرمایا کہ اسلام وہ چمن نہیں ہے کہ جس کے ایک باغبان کے جانے کے بعد خزاں رسیدہ ہو جائے بلکہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گا اور اس کے مقدس پیغمبرؐ کو اللہ تعالیٰ نے دائمی حیات بخشی ہے، اسے خاتم النبیین قرار دیا ہے اس لئے اس کے ذریعہ قائم کردہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گا اور خلفاء اس باغ کی آبیاری کریں گے۔

خلافت نبوت کا تتمہ ہے خلافت راشدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ رشد و ہدایت جو نبی لے کر آتا ہے اس کو پائیدار بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ کچھ برگزیدہ لوگوں کو منتخب فرماتا ہے اور ان کی قوت قدسیہ کے ذریعہ ایسے حالات کے باوجود جب دنیا میں مایوسی اور دنیا میں نا امیدی پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے سامان فرماتا ہے کہ پھر دین ایک تازہ، سرسبز اور نہایت ہی درخشندہ وجود کی صورت میں دنیا کے سامنے آتا ہے۔

حضرات! تیرہ سو برس گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کیا۔ میں **خلافتِ راشدہ** کے مفصل موضوع کے متعلق بھی تقریر نہیں کروں گا۔ میں نے اس کے آغاز کے متعلق چند باتیں کہنی ہیں۔

مسلمانوں کے **عظیم** فرقوں میں چودہ سو برس سے اس بارے میں اختلاف چلا آیا ہے کہ خلافتِ راشدہ کا کون مصداق ہے، اور خلفاء راشدین میں کون کون سے وجود شامل ہیں۔ یہ مسئلہ اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک نہایت اہم اور نہایت بنیادی مسئلہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آج مسلمانوں میں اس مسئلہ میں اتفاق ہو جائے۔ تو ساری اُمتِ مسلمہ کی وحدت ایک چٹان اور

ایک مضبوط دیوار کی طرح ہو جاتی ہے اور اگر مسلمان اس مسئلہ کو سمجھ لیں تو یقیناً وہ دنیا کی تمام طاقتوں پر خدا کے فضل کے ساتھ غالب آ سکتے ہیں۔ مگر چونکہ دلوں میں شقاق ہے، دلوں میں اتحاد اور وحدت نہیں ہے۔ اس لئے کچھ کمزوری اور تفرقہ نظر آتا ہے۔

چودہ سو برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے مبعوث فرمایا آپ حَکَم عَدل ہیں۔ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کے جواب دینا آپکی ذمہ داری ہے۔ آپ نے وہ دیئے۔ دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کا آپنے رد کیا۔ اسلام کی خوبیوں اور اس کے فضائل کو دنیا میں واضح طور پر پیش فرمایا۔ ایسے رنگ میں کہ دشمنانِ اسلام لاچار اور بے بس ہو گئے اور اسلام پر حملہ کرنے کی ان میں کوئی قوت اور طاقت باقی نہ رہی اور پھر آپکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت قائم کر دی جو اپنے اندر ایک یقین، عزم اور وثوق رکھتی ہے۔ اور ہر قربانی کے لئے میدان میں آگے بڑھتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اس کے ذریعہ سے پھر اسلام کی شوکت، اسلام کی عزت، اسلام کا غلبہ ساری دنیا پر چھا جائے یہ وقت ضرور آئے گا مگر ابھی اس کا ایک بیج ہے، اس کی ایک کونپل نظر آتی ہے۔ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جب کہ یہ پودا ساری دنیا پر چھا جائیگا لیکن ابھی مسلمانوں میں کمزوری ہے مسلمانوں کی کمزوری کے موجبات میں سے ایک سبب مسئلہ خلافت میں غلط فہمی ہے۔ حَکَم و عَدل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر اس کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور اسی فیصلے کو میں نے اس وقت چند منٹ کے اندر

ذکر کرنا ہے۔

سرّ الخلافہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت سے فیصلہ فرمایا ہے، مسئلہ خلافت راشدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو عظیم فرقوں کے درمیان جو فیصلہ فرمایا وہ حضور کے الفاظ میں یوں ہے:۔

"اظہر علیّ ربّی ان الصدّیق والفاروق وعثمان کانوا من اھل الصلاح والایمان وکانوا من الذین اثنٰھم اللہ وخصوا بمواھب الرحمٰن کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ امر ظاہر کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاروق عمر خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ سب اہل صلاح اور اہل ایمان تھے اور یہ وہ لوگ تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے حضور میں برگزیدہ فرمایا اور اپنے مواہب سے انہیں امتیاز بخشا۔"

اور پھر اسی کتاب سرّ الخلافہ میں حضورؑ نے فرمایا:۔

"والحق انّ الحق کان مع المرتضٰی من قاتلہ فی وقتہ فبغٰی وطغٰی ولٰکن خلافتہ ما کان مصداق الامن المبشر بہ من الرحمٰن بل او ذی المرتضٰی من الاقران ..... وکان فی کل یوم جدید نزاع قوم جدید وکثرت فتن الزمن وطارت طیور الامن وکانت المفاسد ھائجۃ والفتن مائجۃ حتّٰی قتل الحسین سید المظلومین۔

یعنی چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تھے۔ حق یہ ہے کہ

حق سچائی اور رستی حضرت امام مرتضیٰ کے ساتھ تھی۔ جب وہ اپنے وقت پر چوتھے خلیفہ ہوئے تو ان سے جس نے ان کے وقت میں جنگ کی اس نے بغاوت اور سرکشی کی۔ لیکن وہ وعدہ جو آیت استخلاف میں ان کے قیام کا ہے وہ موعودہ وعدہ اس وقت میں پورا نہیں ہو سکا بلکہ حضرت امام مرتضیٰ کو ہمعصر دشمنوں کی طرف سے سخت اذیت پہنچائی گئی۔ . . . . . .

حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہر نئے دن میں نیا جھگڑا پیدا ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ میں فتنے بڑی کثرت سے پیدا ہوئے اور امن جاتا رہا۔ مفاسد کی انتہا ہو گئی۔ اور فتنوں نے جوش مارا۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سید المظلومین شہید کر دیئے گئے۔ (سر الخلافہ)

حضرت امام حکم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ کے موضوع میں اہل سنت والجماعت کا موقف درست اور حق ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں، خلیفہ راشد ہیں اور ان کی خلافت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

وانه كان نسخةً اجماليةً من كتاب النبوة وكان امام ارباب الفضل والفتوة ومن بقية طين النبيين۔

کہ ابوبکرؓ کو تم کیا سمجھتے ہو وہ تو نبوت کا ایک نسخہ اجمالی ہے درقِ ثانی ہے نبوت کا۔ یعنی خلافتِ صدیقی تتمہ ہے نبوت کا۔ وہ تمام ارباب فضل

اور ارباب شجاعت کا امام ہے۔ وہ نبیوں کے غمیر کا بقیہ ہے۔" (سر الخلافہ)

پھر فرمایا:۔

"وَمَن عاداہ فبینہ وبین الحق بابٌ مسدودٌ لا ینفتح ابدًا الا بعد رجوعہ الی سید الصدیقین۔

کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتا ہے اور ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ اپنے اوپر حق کا دروازہ خود بند کرتا ہے جب تک وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتا۔ وہ رحمت الٰہی کا دروازہ اپنے اوپر کھول نہیں سکتا۔" (سر الخلافہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ولا شک انہ فخر الاسلام والمرسلین۔

کہ یہ بات یقینی اور قطعی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کیلئے باعث فخر ہیں اور نبیوں اور مرسلوں کیلئے بھی باعث فخر ہیں۔" (سر الخلافہ)

حضرات! خلافت راشدہ کا وہ حصہ یعنی اس کا آغاز جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ آج سے چودہ سو سال پہلے سے تعلق رکھتا ہے۔ آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تمہارے درمیان خلفاء مقرر کروں گا۔ خلیفہ بنانا میرا کام ہوگا۔ کوئی سازش، کوئی منصوبہ، کوئی انسانی تدبیر اس جگہ کارگر نہیں ہوگی۔ جس کو میں چاہونگا منتخب کروں گا اور جسے میں چاہوں گا اُسے میں اپنی تائید و نصرت سے نوازوں گا وہی خلافت کے فرائض کو سرانجام دے سکے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف کے اندر چار علامتیں مقرر فرمائی ہیں ان خلفاء کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں۔

خلافت اور نبوت میں ایک فرق ہے۔ نبی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب ہوتا ہے۔ جب دنیا پر مفاسد چھا جاتے ہیں خدا تعالیٰ ایک برگزیدہ انسان کے دل پر نازل ہوتا ہے اور اسے کہتا ہے کھڑے ہو جاؤ اور جاکر میری طرف دعوت دو۔ تم میری طرف سے مامور کئے گئے ہو۔ دنیا کے سارے لوگ اس کے مخالف ہوتے ہیں مگر وہ خدا کی تائید اور اس کی نصرت سے کھڑا ہوتا ہے اور دلوں میں، یہاں اور وہاں، القاء ہوتا ہے اور لوگ اس شمع ہدایت کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں ذبح بھی کرتے ہیں، مارتے بھی ہیں، پتھراؤ بھی کرتے ہیں، اذیتیں پہنچاتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں مگر یہ والہانہ طور پر اس شمع نبوت کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ اس نبی کے صحابہ ہوتے ہیں

نبوت کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ہوتا ہے لیکن جب ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اس نبی کی آغوشِ شفقت میں تربیت دے دیتا ہے اور وہ لوگ نبی کے فیض سے فیض یافتہ ہو جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اپنی دوسری قدرت یعنی خلافت کے ذریعہ سے اپنی طاقتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ خلافت کا انتخاب اگرچہ آسمانی ہے خدائی انتخاب ہے اور خدا ہی جس کو چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے مگر اس نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ مومن اپنے مشورے، اپنی رائے اور اپنے انتخاب سے اپنے میں سے پارسا ترین اور ارفع انسان کو منتخب کرینگے۔

اس لئے اس فرق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آیتِ استخلاف میں خاص طور پر چند علامات بیان فرمائی ہیں۔

اگر وہ علامات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پائی جائیں تو کوئی شخص حق نہیں رکھتا جو قرآن مجید کو ماننے والا ہے کہ وہ خلافت صدیقی کا انکار کرے اور آپکو اور آپکے تینوں ساتھیوں کو خلفائے راشدین کے زمرہ سے خارج کرے۔

یہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کی تائید میں بیان کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ میں حَکَم عَدَل نازل ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں سورۂ انفال اور سورۂ توبہ میں اس موضوع کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے نہایت زبردست طریق پر اور نہایت ہی عالمانہ انداز میں اس موضوع پر ان آیات کی تفسیر بیان کی ہے اور بیان کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کو اور آپ کی خلافت کو بیان فرمایا ہے میں صرف ایک آیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (توبہ ع۶)

یہ مدنی آیت ہے۔ جنگیں شروع ہیں۔ دشمنانِ اسلام سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کو اب مٹا دیں گے۔ احزاب جمع ہو رہے ہیں، لشکر اکٹھے ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی تباہی کے منصوبے کئے جا رہے ہیں۔ خداوند ذوالجلال فرماتا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ کہ اگر آج تم اس پیغمبر کی نصرت کے لئے کھڑے نہ ہو گے یعنی تمہیں کھڑا ہونا چاہیئے لیکن اگر تم کھڑے نہ ہو گے۔ تو یہ گمان مت کرو کہ یہ دین مٹ جائیگا اور یہ نبی ناکام ہوگا۔ ہرگز ممکن نہیں۔ کیوں؟ فقد نصرہ اللہ۔ اللہ اس پیغمبر کی نصرت کر چکا ہے۔ ایسے وقت میں جب یہ سامان موجود نہ تھے تم بھی اس نبی پہ ایمان لانے والے موجود نہ تھے۔ اذ اخرجہ الذین کفروا جب کہ مکہ کے کافروں نے پیغمبرؐ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کتنی جماعت اس کے ساتھ تھی ثانی اثنین دو میں سے ایک پیغمبر تھا یعنی صرف ایک ساتھی اس کے ساتھ تھا اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ان کا کوئی محل نہ تھا، کوئی بڑا ٹھکانہ نہ تھا، کوئی بڑی جاگیر نہ تھی، کوئی مکان اور مرکز نہ تھا اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ مکہ سے باہر مدینہ پہنچنے سے پہلے ایک غار کے اندر صرف دو وجود تھے۔ ان نامساعد حالات میں جب کہ یہ دشمنانِ اسلام سمجھتے تھے کہ ہم اسلام پر غالب آجائیں گے اللہ فرماتا ہے اذ یقول لصاحبہ اے مسلمانو! اسلام کے نام لیوا لوگو! اس گھڑی کو تو یاد کرو جب خدا کے پیغمبر نے اپنے صاحب سے کہا تھا وہ صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یاد کرو جب کہ خدا کے رسولؐ نے اپنے صاحب ابوبکرؓ سے کہا تھا جو صاحب الغار تھے۔ کیا فرمایا تھا؟ فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا اے ابوبکر غم نہ کریں،

فکر نہ کریں، آپ مقامِ نبوت پر نہیں ہیں۔ مگر انتہائی قربانی آپ نے میرے ساتھ دی ہے ان اللہ معنا اب اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مجھے بھی اس کی معیت حاصل ہے اور تجھے بھی اس کی معیت حاصل ہے۔

حضرات! جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کو لیکر فرعون سے نجات دینے کے لئے ملکِ شام کی طرف روانہ ہوئے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ انا لمدرکون ہم تو اب پکڑے گئے پیچھے فرعونی لشکر آرہے ہیں آگے سمندر ہے انا لمدرکون ہمارے بچنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کیا جواب دیا؟ فرمایا کلا ان معی ربی سیھدین ہم پکڑے نہیں جائیں گے میرے ساتھ خدا ہے وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اکیلے ہیں، کوئی جمعیت نہیں ہے، خدا کا ایک رسول آپ کے ساتھ ہے۔ وہ اس امانت کی حفاظت کی خاطر غمگین ہوتے ہیں، افسردہ ہوتے ہیں، مگر خدا کا پیغمبر کہتا ہے لا تحزن اے ابوبکر غم نہ کر ان اللہ معنا میرا خدا میرے ساتھ بھی ہے اور تیرے ساتھ بھی ہے۔ میرے لئے بھی خدا کی معیت ثابت ہوگی اور تیرے لئے بھی خدا کی معیت ثابت ہوگی اللہ فرماتا ہے وانزل اللہ سکینتہ علیہ خداوند تعالیٰ نے اس پیغام کے بعد، اس دعا کے بعد اپنی تسلی، اپنی سکینت اس پر نازل کی و ایدہ بجنودٍ لم تروھا اور خدا نے اپنے پیغمبر کی ان لشکروں کے ساتھ تائید و نصرت فرمائی۔ جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ خدا کے سامان، خدا کے

لشکر بے انتہا تھے۔ مگر وہ غیر مرئی، نظر نہ آنے والے تھے۔ فرمایا نتیجہ کیا ہوا؟
وجعل کلمة الذین کفروا السفلی کافروں کی جو تدبیر اور اُن
کا جو منصوبہ تھا، ناکام و نامراد ہو گیا وکلمة اللہ ھی العلیا خدا کی بات
ہی غالب رہی اور خدا کی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی واللہ عزیز حکیم
اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مسلمان مفسرین کا اتفاق ہے خواہ اہلسنت والجماعۃ
میں سے ہوں خواہ شیعہ صاحبان میں سے ہوں تمام متفق ہیں کہ اس آیت میں
ثانی اثنین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ وہی صاحب الغار
ہیں، انہیں سے خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لا تحزن ان اللہ معنا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالے کے رسولؐ کے لئے انتہائی
قربانی حضرت صدیق اعظم نے کی ہے اور جس طرح اپنی جان اور اپنا مال، اپنی
عزت، اپنا وطن، اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے مکہ سے مدینہ جانے کے بعد
ان حالات میں خدا کا پیغمبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خبر دیتا ہے
اور کیا اطلاع دیتا ہے۔ میں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتا
ہوں۔ شیعہ صاحبان کی تفسیر صافی ہے اس کے صفحہ ۳۲۲ پر لکھا ہے:۔

"فقال (لحفصة) إن ابابکر یلی الخلافة
بعدی ثم بعده ابوك فقالت من انباك هذا
قال نبأنی العلیم الخبیر"

کہ رسول پاک علیہ السلام نے حضرت حفصہؓ سے کہا۔ میرے بعد حضرت

ابوبکر خلیفہ ہوں گے، اے حفصہؓ اس کے بعد تیرے باپ خلیفہ ہوں گے۔
روایت میں لکھا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔ کہ اے
رسولِ خدا! آپ کو یہ اطلاع کس نے دی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے
فرمایا۔ کہ مجھ کو علیم و خبیر خدا نے اطلاع دی ہے۔"

دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کس بے سروسامانی کی حالت میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے غارِ ثور میں آتے ہیں اور خدا کا پیغمبر انہیں غار میں اطلاع دیتا ہے لاتحزن إن اللہ معنا آپ غم نہ کریں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ میں بھی محفوظ و مصئون رہوں گا اور دشمن میرے قتل پر بھی قادر نہ ہونگے اور تو بھی محفوظ رہیگا اور دشمن تیرے قتل پر بھی قادر نہیں ہونگے

تاریخ اسلام پر غور کریں جس قدر مصائب اور مشکلات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش آئے وہ اپنی اپنی جگہ پر بے مثال ہیں، بے انتہاء ہیں۔ ان مصائب اور مشکلات کے باوجود خدا کا وعدہ کس قدر روشن اور درخشندہ صورت میں پورا ہوا ہے۔ خدا نے فرمایا تھا واللہ یعصمك من الناس اے پیغمبر! اللہ تجھے لوگوں کی ہلاکت آفرینیوں سے بچائے گا، تجھے محفوظ رکھے گا، تو ہلاک اور قتل نہیں کیا جائے گا حضور علیہ السلام بچائے گئے

اسلامی سلطنت کے لئے آپؐ کی وفات کے بعد شدید خطرہ درپیش تھا، اتنا خطرہ درپیش تھا کہ مسلمان سیاست دان اور مدبر کہتے تھے۔ کہ ان حالات میں ہمیں کچھ نرمی کرنی چاہیئے مگر وہ وجود جسے اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان اور اولوالعزم بنایا تھا جو فی الواقع محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

کے رنگ میں رنگین تھا، جس کی حرکت، جس کا سکون، جس کا قول اور فعل عکس نبویؐ تھا اس نے کہا۔ اور خوب کہا کہ جو کام میرے پیغمبرؐ نے کیا ہے میں اس کا خلیفہ اور جانشین ہوں میں اس کے نقش قدم پر چلوں گا۔ میں وہی کام کروں گا۔ سرِمُو انحراف نہیں کر سکتا۔ نہ دائیں نہ بائیں۔

بگر ان تمام حالات کے باوجود وہ بات جو غارِ ثور میں کہی گئی (لا تحزن ان اللہ معنا) اے ابوبکر غم نہ کر اللہ میرے اور تیرے ساتھ ہے وہ کس طرح پوری ہوئی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح محفوظ رکھا۔

خلافتِ راشدہ کے پہلے دور کے چاروں خلفاء برحق ہیں۔ اسلامی سلطنت قائم شدہ سلطنت ہے لیکن اس کے استحکام کے باوجود خلیفہ دوم شہید ہوتے ہیں، خلیفہ سوم شہید ہوتے ہیں، خلیفہ چہارم شہید ہو جاتے ہیں مگر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ کے رسولؐ نے فرمادیا تھا لا تحزن اِنّ اللہ معنا کہ مجھے اور تجھے ایک خاص قسم کی معیت الٰہی حاصل ہے۔ معیت تو اللہ کی مومنوں کے ساتھ بھی ہے سارے خلفاء کے ساتھ ہے مگر وہ معیت جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو امتیازی طور پر حاصل تھی کہ آپکو دشمن قتل نہیں کر سکتے تھے خدا کے کلام اِنّ اللہَ مَعَنَا میں کہا گیا تھا کہ اس معیت میں صرف ایک وجود شریک ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وجود ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے آپ سے کہا اور خدا کی وحی میں یہ الفاظ لکھے گئے اِنّ اللہ معنا۔ کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے، ابوبکرؓ کے ساتھ بھی ہے اور حضرت رسول پاکؐ کے ساتھ بھی ہے۔ اسلئے تمام نامساعد

حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل سے، دشمنوں کے ہاتھ سے مارے جانے سے بچایا اور محفوظ رکھا۔ یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کی انگلی پر نظر رکھتے ہیں، خدا کے فعل پر نظر رکھتے ہیں اس کے کلام کو اس کے کام سے پہچانتے ہیں۔ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور تاریخی واقعات خدا کا کام ہیں۔ خدا کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

حضرات! یہ خلافت بڑی امانت ہے اس میں انبیاء کا سا کام کرنا ہوتا ہے اسی طرح کی روحانیت کی ضرورت ہے۔ جس طرز کے حالات پیدا ہوتے ہیں اسی طرز کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ اور تب اسی طرح خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے

اہلسنت والجماعت اور شیعہ صاحبان میں مسئلہ خلافت میں یہ اختلاف ہے۔ شیعہ صاحبان کہتے ہیں کہ نص ہونی چاہیئے، نام مقرر ہونا چاہیئے۔ اگر نام کا تقرر ضروری ہے تب بھی دیکھو کہ جو آیت میں نے ابھی آپ کے سامنے سنائی ہے تفسیر صافی صفحہ ۳۲۰ کے حوالہ سے یعنی نبأ العظیم الخبیر والی آیت اس کے متعلق پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا کہ مجھ کو خدا نے بتایا ہے کہ ابوبکرؓ میرے بعد پہلے خلیفہ ہوں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ہوں گے۔ پھر اس کے بعد کیا سوال رہ جاتا ہے؟ صحیح اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا مسئلہ اسلام میں مشورہ سے ہوتا ہے۔ اولین مسلمانوں نے رسول پاک علیہ السلام کے وقت میں آپکی وفات کے بعد مشورہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ یہ بات ایک شیعہ حوالہ سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں:۔

"قال علی والزبیر ما قضینا الا فی الـ مشورۃ وانا

لنرىٰ ابوبکر احق الناس بها انه لصاحب الغار ولقد
نعلم سننه ولقد امره رسول الله صلی الله علیه
وسلم ان یصلے بالناس وهو حی (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید)

یعنی حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے مشورہ سے کیا ہے ساری نظروں میں حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ حقدار تھے خلافت کے کیوں؟ وہی دلیل سورۂ توبہ والی ہے انه لصاحب الغار کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرتؐ کے یار غار ہیں۔ غار کے ساتھی ہیں۔ اور غار ثور میں اللہ تعالےٰ نے رسولؐ پاک کی زبان پر آپؓ سے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ اور پھر حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ کے طور طریقوں سے علم ہے یعنی ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے جو قربانیاں کیں، اسلام کیلئے جس فدائیت کا اظہار کیا وہ اپنی جگہ پر بےنظیر اور بےمثال ہے جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو مقرر کیا۔ کہ وہ نماز پڑھائیں۔ لوگوں کی امامت کریں۔"

پھر اور دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حضرت امیر معاویہؓ کو ایک خط لکھتے ہیں اور اس خط میں کہتے ہیں کہ اے معاویہ! تیری نیت ہے کہ تو میری بیعت کرے یہ خط شیعوں کی مسلمہ کتاب نہج البلاغہ میں شائع شدہ خط ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اما بعد فان بیعتی یا معاویة لزمتك وانت بالشام
فانه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان
علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان

یختار ولا للغائب ان یرد انما الشوریٰ للمهاجرین
والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل وسموه اماماً
کان ذالك لله رضیً فان خرج منهم خارج بطعن
او بدعة ردّوه الیٰ ما خرج منه فان ابیٰ قاتلوه علیٰ
اتباعه غیر سبیل المؤمنین (نہج البلاغہ مشہدی ص۱۸۹)

کہ اے معاویہ! تیرے لئے ضروری ہے کہ تو میری بیعت کرے۔ تو شام میں رہتے ہوئے بھی میری بیعت کرے کیوں؟ کیونکہ میری بیعت وہ لوگ کر چکے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، جنہوں نے عمرؓ کی بیعت کی تھی، جنہوں نے عثمانؓ کی بیعت کی تھی۔ اور انہی شرائط پر انہوں نے میری بیعت کر لی ہے جن شرائط پر ان تین خلفاء کی کی تھی۔ اب جو لوگ موقع پر ہیں ان کو یہ موقعہ نہیں کہ وہ اپنی اپنی رائے چلائیں۔ اب ان کو پابند ہونا پڑے گا۔ اور جو حاضر نہیں ہیں اس مجلس میں، ان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس فیصلے کو رد کر سکیں، کیوں؟ حضرت امام مرتضیٰ فرماتے ہیں اس لئے کہ مشورہ دینا خلافت کے بارہ میں یا شوریٰ کے ذریعہ خلیفہ کا انتخاب کرنا یہ مہاجرین اور انصار کا کام ہے اگر انصار اور مہاجرین ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو اپنا امام مقرر کر لیں۔ ان کا یہ انتخاب، اُن کا یہ مشورہ خدا کی رضامندی پر دلیل ہے۔ پھر یہ ثابت ہو جائیگا کہ اس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ یہ خلیفۃ المسلمین ہو۔ اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تائید اسلام کریگا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر اس مشورہ کے باوجود کوئی شخص طعن کر کے یا نئی بدعت ایجاد کر کے نظام اسلام میں تفرقہ پیدا کرنا

چاہے اور جماعت کی وحدت کو چیلنج کرے تو ضروری ہے کہ تم اُسے جس طریق سے وہ نکل گیا ہے اس کی طرف واپس لانے کی کوشش کرو۔ اگر انکار کرے تو اس کا مقابلہ کرو۔ کیوں؟ کیونکہ وہ سبیل المومنین کو چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کر رہا ہے"

دیکھو یہ کتنا واضح حوالہ ہے۔ حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مشورہ مہاجرین اور انصار کا ہو چکا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو خلیفہ منتخب کیا اور انہوں نے ہی مجھ کو خلیفہ بنایا ہے اور میری بیعت کی ہے مشورے سے۔ اسلیئے اے معاویہ! تیرا بھی فرض ہے کہ تو بھی میری بیعت کرے اور میرے ساتھ شامل ہو جائے۔

پھر اور دیکھئے۔ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔ کچھ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے یہ کشف الغمہ ص۱۰۳ کا حوالہ ہے انہوں نے کہا ــــــ مدّ یدک نبایعک۔ آپ ہماری بیعت لیں آپ ہمارے خلیفہ مقرر ہوں۔ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت امام مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے کیا فرمایا؟ فرمانے لگے:۔ لیس ذالک الیکم یوگو! تم کیوں میرے پاس اکیلے دوکیلے ہو کر آرہے ہو یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ آکر مجھے کہو کہ آپ ہماری بیعت لے لیں۔ میں اسطرح تمہاری بیعت نہیں لے سکتا۔ یہ کام تو اہل بدر کا ہے۔ جن لوگوں نے قربانیاں کی ہیں۔ بدر کے موقعہ پر جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر آگے گئے تھے اب خدائی منشاء کے مطابق ان کو اختیار ہے جس کو چاہیں مشورہ کے ساتھ خلیفہ منتخب کریں جس کو وہ پسند کرینگے وہ امت کا خلیفہ ہوگا فمن رضوابہ فھو خلیفۃ

(کشف الغمہ ص۲۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر ان لوگوں کو واپس بھیج دیا۔ وہ چلے گئے۔ اس کے بعد راوی کہتے ہیں ـــــ (شیعہ راوی ہیں) کہ جتنے بدری اس وقت زندہ تھے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بھی یہی رائے ہے کہ اس وقت خلافت کے آپ اہل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں۔ کوئی اور موزوں آدمی نہیں۔ آپ ہی اس کے اہل ہیں۔ آپ ہاتھ بڑھائیں۔ ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ تب لوگوں نے بیعت کی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت کو قبول کیا۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب "سبیل المؤمنین" کے طریق پر ہوا ہے، آیت ربانی کے مطابق ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے اتفاق ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے لئے خلافتِ صدیقی اور خلافت فاروقی اور خلافتِ عثمانی کو بطور بنیاد کے قرار دیتے ہیں۔ اگر معاذ اللہ یہ خلفائے راشدین نہیں ہیں تو ان کی خلافت اور ان کا انتخاب ناجائز ہوگا۔ اور اگر یہ انتخاب ناجائز ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کیسے قائم ہو سکتی ہے اس لئے ہمارے شیعہ بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ امام حکم عدل کے فیصلے کی روشنی میں وہ خلفائے ثلاثہ کو قبول کریں اور دل سے حضرت صدیق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کا اعتراف کریں۔ اس سے مسلمانوں میں وحدت پیدا ہوگی۔ اتفاق پیدا ہوگا، اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی۔ اور اسلام

کے غلبہ کا دن جلد تر آئے گا۔

بعض دوستوں کا یہ خیال ہے کہ یہ باتیں سُنّی صاحبان ہی کہتے ہیں (نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو خلفائے راشدین کو تسلیم نہیں کیا۔ ایسے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت گزرا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ گزرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت گزرا، ان تینوں خلافتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر خلیفہ کی بیعت کی۔ اور ان کے ساتھ عہدِ وفاداری باندھا اور ان کی زندگی بھر اطاعت کی اور ان کے احکام کو تسلیم کیا۔

ناسخ التواریخ جلد ۲، ۴۴۹ پر لکھا ہے ثُمَّ مَدَّ یَدَہٗ فَبَایَعَ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ پھر منار الھدیٰ جو شیعہ صاحبان کی ایک نہایت مستند کتاب ہے اس کے صفحہ ۳۷۲ پر لکھا ہے کہ حضرت امام مرتضیٰ فرماتے ہیں:۔

"فمشیت عند ذلک الی ابی بکر فبایعتہ ونھضت فی تلک الاحداث حتّٰی زاغ الباطل وزھق وکانت کلمۃ اللہ ھی العُلیا ولو کرہ الکٰفرون"

(منار الھدیٰ مصنفہ شیخ علی البحرانی صفحہ ۳۷۲)

کہ میں خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چل کر گیا اور میں نے آپ کی بیعت کی۔ اور میں نے پوری جانفشانی کے ساتھ اُن حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بٹایا،

اُن کی مدد کی۔ اور دشمنانِ اسلام کا ان کے ساتھ مل کر مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ باطل شکست کھا گیا اور خدا کی بات پھر بلند ہو کر رہی کانت کلمۃ اللہ ھی العُلیا۔ ولو کرہ الکافرون"

حضرات! آپ سورۃ انفال کی وہ آیت پھر پڑھیں جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا۔ غارِ ثور کے ذکر کے ساتھ ہی فرماتا ہے

وجعل کلمۃ الذین کفروا السُّفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العُلیا

اللہ فرماتا ہے کہ اس نبی کے ذریعہ سے جو شان قائم ہوئی ہے ہجرت مکہ سے اس میں خدا کی بات پوری ہوگی۔ پھر جو بات کہی تھی حضرت ابوبکر صدیق کو کہ انّ اللہ معنا سو ایک اور مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنی بات کو ثابت کرے گا۔ اور اس کی پیشگوئی غالب اور بلند ہوگی اور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حادثات پیش آئے انہوں نے ہمت اور جانفشانی کے ساتھ خدائی تائیدوں کو جذب کیا حتیٰ کہ یہ صورت پیدا ہوگئی۔ زاغ الباطل و زھق وکانت کلمۃ اللہ ھی العُلیا۔ پھر خدا کی بات بلند ہوئی اور باطل شکست کھا گیا۔ ولو کرہ الکافرون کافر پسند کریں یا نہ کریں۔ خدا کی بات بہرحال پوری ہوتی ہے۔

حضرات! آپ کے سامنے یہ حوالجات بھی ہیں، اور تاریخ بھی کھلی ہوئی شہادت دیتی ہے۔ قرآنی آیت کہتی ہے لیستخلفنّھم فی الارض اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ کافی تھا خدا

فرمادیا "لیستخلفنّھم" کہ ان کو خلیفہ بنائے گا "فی الارض" کا اضافہ کیوں ہوا ہے؟ اس کی اور بھی تفسیریں ہیں۔ ایک اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ یہ خلفاء جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد فی الفور خلافت راشدہ کے وجود کے مظہر ہونے والے ہیں ان کے ذریعہ سے اسلام کو اس دنیا میں شوکت نصیب ہوگی۔

پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک فتنہ عرب کی اندرونی سرزمین میں واقع ہوا۔ اور وہ فتنہ یہ تھا کہ لوگ مرتد ہوئے مسیلمہ کذاب کا لشکر کھڑا ہوگیا۔ اور لوگوں نے زکوٰۃ تک دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس قسم کے حالات پیدا ہوئے جن حالات میں ایک بہت بڑا لشکر جس میں بیس ہزار کی فوج کا لشکر جو ارشام کی سرحدوں پر بھیجنے کا حکم دیا جانا لوگوں کی نظر میں ایک عجیب بات تھی۔

واقعہ یہ تھا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکر جرار شام کی سرحدوں پر بھیجنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ حضورؐ کا وصال ہوگیا۔ عرب کے اندر غیر معمولی انقلاب پیدا ہوگیا۔ حالات بدل گئے۔ لشکر اسامہؓ کا بھیجا جانا بظاہر حالات نامناسب معلوم ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سیاست دانی کو یورپ بھی تسلیم کرتا ہے۔ انہوں نے بھی خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ کہ اے خلیفۂ رسولؐ!

حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس لشکر کے بارے میں کچھ تبدیلی کر دی جائے کچھ انتظار کیا جائے۔ کچھ توقف کیا جائے۔ مگر وہ جس کے کان میں رسول کے الفاظ گونجتے تھے جو غارِ ثور میں رسولؐ پاک کی زبانِ مبارک سے سن چکا تھا لا تحزن ان اللہ معنا خدا تمہارے ساتھ ہوگا، خدا کی معیت تیرے ساتھ ہوگی۔ اس نے کہا نہیں اے عمرؓ! یہ بات نہیں ہو سکتی۔ ابن ابی قحافہ، میں ایک عاجز انسان، پیغمبر علیہ السلام کے فیصلے کو رد کر دوں، ناممکن بات ہے۔ جو بات خدا کا رسولؐ کہہ کر وفات پا گیا ہے وہ آخری اور اٹل بات ہے۔ یہ لشکر جائے گا۔ اور کوئی صورت نہیں ہے کہ لشکرِ اسامہؓ کو روکا جائے۔

لوگوں نے کہا کہ اسامہ نوجوان ہیں، بعض پرانے بزرگ اس لشکر میں شامل ہیں کم از کم زعامت تو بدل دیجئے کچھ تبدیلی ہو جائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں جس کو خدا کے رسولؐ نے مقرر کیا ہے ابن ابی قحافہ اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ اسامہ ہی کی قیادت میں یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔

آپ لشکر کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ سے باہر چلے۔ اسامہؓ کو سوار کرایا۔ خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے ہیں۔ اسامہؓ بار بار عرض کرتے ہیں۔ کہ اے خدا کے رسولؐ کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا مجھے اترنے کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں! نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا۔ یعنی نہ میں سوار ہوں گا۔ اور نہ تو پیدل چلے گا۔

تجھے میں لشکر کے سامنے اس اعزاز سے مفتخر کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان مخالف حالات میں اس فتنہ کی صورت میں حضرت اسامہؓ کا لشکر روانہ کر دیا۔ تو یہ جو اللہ تعالےٰ نے غیر معمولی حالات پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد پیدا کر دیئے۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک مشکل پیدا ہو گئی۔ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس مشکل کا حل بھی خلافت کے ذریعہ سے ہو۔

پھر ایک اور بڑی مشکل مسلمانوں کے لئے درپیش تھی وہ قیصر و کسریٰ کی دو عظیم سلطنتیں تھیں جو اسلامی سلطنت کو نگل جانا چاہتی تھیں۔ پہلے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ ایک عارضی سی بات ہے۔ چند روزہ بات ہے عرب کے لوگوں کا کیا نظام چلے گا۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک عظیم آسمانی تجلی ہے۔ جس نے ان لوگوں میں اتحاد اور وحدت پیدا کر دی ہے، ان میں ایک قوت قدسیہ بھر دی ہے۔ اور یہ مشرق و مغرب میں جہاں جاتے ہیں فاتح اور غالب ہوتے جاتے ہیں۔ تب انہیں خوف پیدا ہوا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں نے تجویز کی۔ کہ عرب کی سرزمین پر حملہ آور ہو کر اس اسلامی سلطنت کو کچل دیا جائے۔ تہس نہس کر دیا جائے۔

اب دو عظیم خطرے مسلمانوں کے لئے درپیش تھے۔ اللہ تعالےٰ نے بیرونی خطروں کے لئے بھی خلافت کو مقرر کیا۔ اور اندرونی خطرہ کی تطہیر کے لئے بھی اور ان کے ازالہ کے لئے بھی خلافت کو مقرر

فرمایا۔ خلافت صدیقی پہلے فتنہ یعنی اندرونی فتنہ کے انسداد کیلئے مقرر ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ زکوٰۃ کے احکام میں نرمی کا کوئی سوال ان کے لئے قابل توجہ نہ تھا۔ انہوں نے شریعت اسلامیہ کو پورے طور پر نافذ کیا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے لیستخلفنّھم فی الارض میں زمین میں ثابت کروں گا کہ میں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔

غلط کار لوگ کہتے ہیں کہ یہ خلفاء نہیں تھے۔ اپنی تدبیروں سے خلیفہ بن گئے تھے۔ یہ قول غلط ہے، جھوٹ ہے۔ خدائے آسمان شہادت دیتا ہے لیستخلفنّھم میں نے ان کو خلیفہ بنایا ہے۔ رہتی دنیا تک ان کے استخلاف کو دنیا میں قائم کیا جائے گا۔

چودہ سو برس تک لوگ مقابلہ کرتے رہے ہیں عقیدہ کا۔ آج اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس کو حکم عدل بنا کر بھیجا اس نے بھی یہ شہادت دیدی کہ نہیں حضرت ابوبکرؓ ضرور خلیفہ برحق تھے۔ حضرت عمرؓ خلیفہ برحق تھے۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ برحق تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کہ خلفاء کی ایک علامت یہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ جو دین اللہ تعالیٰ ان کیلئے پسند فرما چکا ہے وہ انکے ذریعہ سے دنیا میں استحکام پذیر ہوتا ہے یہ ایک ایسی علامت ہے جس کو اندھے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ساری تاریخ اور

دنیا کی سب شہادتوں سے ثابت ہے کہ خلفاء راشدین کے ذریعہ ہی دین کو تمکنت نصیب ہوئی۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی کچھ لوگ لاہور میں کچھ لوگ ادھر اُدھر بیٹھے ہوئے اشتہار اور تحریریں شائع کرتے رہتے وسوسہ اندازی کرتے ہیں، فتنہ پیدا کرتے ہیں اور والمرجفون فی المدینۃ کی حیثیت اختیار کرتے ہیں مگر خدا فرماتا ہے یہ باتیں خلافت صدیقی میں بھی ہو چکی ہیں۔ خلافتِ فاروقی میں بھی ہو چکی ہیں۔ مگر دیکھو میرا قانون یہ ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم خلیفہ راشد کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس دین کو دنیا میں غالب کرتا ہے جس دین کو اس نے مسلمانوں کے لئے منتخب فرمایا ہے مقرر فرمایا ہے۔

غور کرو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کتنا دینِ اسلام غالب آیا ہے کس طرح اکناف عالم میں پھیل گیا۔ سارا عرب پھرنئے سرے سے مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف دو جگہ پر نماز باجماعت ہوتی تھی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزم، نہیں بلکہ خدا کی تائیدات (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شامل حال تھیں) کے نتیجہ میں سارا عرب شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک پھر نعرۂ توحید سے گونج اٹھا۔ کیا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی دلیل نہیں ہے؟ کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ خدائے ذوالجلال نے جو یہ فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کہ میں اس دین کو ان کے ذریعہ سے قائم کروں گا وہ خلافت راشدہ کے ذریعہ پورا ہوا۔ اور

ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

آج کے وہ لاہور والے یا اور دوسرے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح احمدیت کو جو نیا دین نہیں ہے بلکہ چودہ سو سال پہلے کا ہی اسلام ہے مگر اس کی اس تفسیر کے ساتھ جو حضرت احمد علیہ السلام نے بیان کی ہے کس طرح دنیا میں غالب کر رہا ہے۔ مشرق میں، مغرب میں، یورپ میں، ایشیا میں، افریقہ میں، کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ خلیفہ راشد کی تائید و نصرت فرما رہا ہے۔

دلوں کی روشنی [illegible] سے کام لے۔ آنکھیں کھول کر دیکھو۔ خدا کی کتاب یہ کہتی ہے۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم خدا کی تائید اس خلیفہ راشد کے لئے ثابت ہوگی۔ جس کے دین کو اللہ دنیا میں غالب کرے گا۔ معمولی وسوسے، اعتراضات دنیا کرتی ہی رہتی ہے اور کچھ بشری تقاضے ہیں جو پورے ہوتے ہی رہتے ہیں مگر خدا کا کلام سچی گواہی دیتا ہے کہ خلیفہ راشد کی علامت یہ ہے۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں سب باتیں ہو چکی ہیں۔

پھر اسی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک علامت یہ ہے ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا کہ اللہ تعالیٰ خلفاء اور ان کے ساتھیوں کے خوف کو امن سے بدلتا ہے۔ خوف ضرور آتا ہے فتنے ضرور پیدا ہوتے ہیں مگر اللہ کی سنت یہ ہے کہ خلافت کے وجود

کے ذریعہ سے، خلافت راشدہ کے ذریعہ سے انکا خوف امن سے بدل جاتا ہے
تاریخ اسلام کو دیکھو جس طرح سے خوف آیا وہ ایک ایسا سیل رواں
تھا کہ انسان دہشت زدہ ہو گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جسطرح خلافت صدیقی
کی تائید فرمائی جس طرح زبردست نشانوں کے ساتھ دلوں کو پھیر کے رکھ
دیا۔ وہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ولیبدلنّھم من بعد
خوفھم امنًا انکے خوف کو اللہ تعالیٰ نے پورے امن کے ساتھ بدل دیا تھا۔
پھر خلفاء کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بت پرستی کو مٹا کر توحید کو قائم
کرواتا ہے جس طرح نبی توحید کا علمبردار ہوتا ہے اسی طرح خلفاء راشدین
توحید کے علمبردار ہوتے ہیں۔ بیشک وہ ذرائع اور سامانوں سے کام لیتے
ہیں، بے شک وہ جماعتی تنظیموں پر زور دیتے ہیں، بے شک وہ احباب
جماعت کو توجہ دلاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئًا۔ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔
وہ توحید پہ قائم ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی دیکھو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی دیکھو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
توحید پرستی دیکھو۔ پھر اس کے بعد کسطرح تم کہہ سکتے ہو۔ کہ ان لوگوں کو
ہم خلیفہ نہیں مانتے اور یہ خلافت کے حقدار نہیں ہیں۔
میں اب آخر میں دو حوالے پیش کرتا ہوں:۔
(۱) حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کو جو شیعہ حضرات کے ہاں ایک
برگزیدہ امام ہیں اور ہم بھی ان کو ایک امام بزرگ مانتے ہیں۔ ان کا قول ہے

ان سے کسی نے پوچھا۔ کہ تلوار کو زیور کے ساتھ آراستہ کرنا، اس کے پکڑنے کی جگہ یعنی مقبض پر چاندی چڑھانا جائز ہے؟ ھل یجوز۔ قال نعم۔ انہوں نے کہا جائز ہے، کیوں جائز نہیں۔ وقد حلّی ابوبکر الصدیق سَیْفَہٗ بالْفِضَّۃِ۔ جواز کی دلیل تم پوچھتے ہو، اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی تلوار کو چاندی کے ساتھ مزین کیا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ایک کام کرتے ہیں تو اس کے عدم جواز کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ وہ تو بالکل واضح جائز ہے۔ فقال الراوی سننے والے نے کہا ھل تقول ھکذا آپ شیعہ امام ہیں ہمارے لئے قابل صد احترام ہیں آپ ابوبکرؓ کو صدیق کہتے ہیں؟ لکھا ہے فوثب الامام عن مکانہٖ حضرت امام ابوجعفرؒ اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے جوش میں۔ اور فرمانے لگے نَعَمْ اَلصِّدِّیْق۔ نَعَمْ اَلصِّدِّیْق ہاں میں حضرت ابوبکرؓ کو صدیق مانتا ہوں ومن لم یقل لہ الصدیق جو شخص حضرت ابوبکرؓ کو صدیق نہ کہے فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ اللہ اس کی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا نہ کرے۔

(کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ)

(۲) صافی شرح اصول کافی میں جو شیعہ صاحبان کی ایک معتبر کتاب ہے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایران فتح ہوا۔ تو یزدجرد کی بیٹی بھی دربار خلافت میں پیش ہوئی۔ اسے حضرت امام حسینؓ کی زوجیت میں دیا گیا اور حضرت علیؓ نے اس کا

نام شہر بانو تجویز فرمایا اور ان سے ایک بہترین بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ (صافی شرح اصول کافی کتاب الحجہ جزء ۲ حصہ دوم صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ نولکشور) اس سے ظاہر ہے کہ سادات کا سارا سلسلہ ہی جس نیک خاتون سے شروع ہوا ہے وہ خلافت فاروقی کی فتوحات کا ایک مبارک ثمرہ ہے۔ مقام غور ہے کہ اگر خلافتِ فاروقی ہی جائز نہیں تو اس کے ثمرات کیونکر جائز ہو سکتے ہیں؟ پس درست یہی ہے کہ خلفائے راشدین برحق تھے۔ اعتراضات غلط اور بعد کی ایجادات ہیں۔

وقت چونکہ ختم ہو رہا ہے اسلئے میں صرف ایک حوالہ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ کی کتاب "خلافتِ راشدہ" اس قابل ہے کہ تمام مسلمان پوری توجہ کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

> خدا تعالیٰ کی عزت، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، آپ کی زندہ نبوت کی عزت اسی میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافتیں کو سچے ایمان اور کامل یقین سے قرآن شریف کی پیشگوئیوں کے مطابق موعودہ خلافتیں تسلیم کیا جائے اور سچ پوچھو تو اس تسلیم اور اعتراف سے کسی کا خدا پر احسان ہی کیا ہے خدا تعالیٰ کے کلام اور خدا تعالیٰ کے کام نے سر پر چڑھ کر منوا دیا ہے کہ وہ خلافتیں موعودہ خلافتیں ہیں۔" (خلافت راشدہ حصہ دوم صفحہ ۴۵)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

۴۰۰۰/۶/۶۲

— الناشر —
مہتمم نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان)